نوجوانوں اور مساجد کے درمیان موثر رابطے میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل

Effective Association betweenYouth and *Masajid*: Barriers and their Removal

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syed Musadiq Abbas
M. Phil. Islamic Studies from National University of Modern Languages, Islamabad.
E-mail: musadiq1472@gmail.com

Abstract:

Masjids are not only religious but also social, political, moral, educational charitable leadership centers of Islamic society. The status of *masajid* in Islamic society is like the heart, from where the blood of knowledge, education, guidance and direction reaches the veins of the entire society. In today's age, the young generation's distance from masjids or lack of interest in religious activities is encouraging.

Analyzing the relationship between the *masjid* and the youth, In this paper, it has been pointed out the lack of proper education and training, spiritual, spiritual and sports environment of Imams and believers in the masajid, which causes distance between the youth and the masjid. In the same way, all the elements that have an impact on masjids and worship, such as the distance of masjids from cities, the external structure of the masjid and the lack of proper hygiene, etc., have been discussed.

Apart from the above-mentioned issues, religious mismanagement, young people falling victim to misbehavior, bad friends, committing social evils, social and collective obstacles have been mentioned. At the end of this paper, the political and family barriers are discussed and it is emphasized that the role of the family in strengthening the connection between the masjid and the young generation is very important in addition to the gradual development and religious education of the youth. However, the present paper will help us to examine these obstacles, overcome them and attract the youth to the masjid.

Keywords: Young generation, Masjids, Islamic society, Education.

خلاصہ

مسجد اسلامی معاشرے کی نہ صرف دینی بلکہ معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، علمی وتربیتی اور رفاہی تربیت اور قیادت کا مرکز ہیں، بلکہ یہ اسلامی معاشرے میں دل کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ مساجد کی برکت سے پورے معاشرے کی رگوں میں علم، تربیت اور راہنمائی کا خون دوڑتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے عصر حاضر میں نوجوان نسل کا مساجد سے کوئی گہرا ربط نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا مساجد سے دور ہونا یا دینی کاموں میں عدمِ دلچسپی تشویق ناک ہے۔

مسجد اور نوجوانوں کے درمیان تعلقات کا تجزیہ کرتے ہوئے، ہمیں ایک مؤثر تعلق قائم کرنے میں متعدد رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو نوجوان نسل کا مسجد سے دوری یا عدم دلچسپی کا سبب بنتی ہیں۔ اس مقالہ میں آئمہ جماعت اور مومنین کا مساجد میں مناسب تعلیم وتربیت، معنوی، روحانی اور ورزشی ماحول کے فقدان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو نوجوان اور مسجد کے درمیان فاصلے کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح تمام عناصر جو مساجد اور عبادات پر تاثیر گزار ہیں مثلاً مساجد کا شہروں سے زیادہ فاصلے پر ہونا، مسجد کی ظاہری ساخت اور مناسب حفظان صحت کی کمی وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: نوجوان نسل، مساجد، اسلامی معاشرہ، تعلیم وتربیت۔

موضوع کا تعارف اور بنیادی مفاہیم کی وضاحت

مقالہ حاضر کے ذکر شدہ عنوان میں سب سے پہلا مفہوم، مسجد اور اس کی حیثیت ہے۔ مسجد لفظی طور پر عربی کے لفظ "سَجد" سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ عبادت کے ارادہ سے سر تسلیم خم ہونا۔ اصطلاح میں مسجد سے مراد وہ مقام یا جگہ ہے جہاں مسلمان بغیر کسی رکاوٹ کے اللہ کی عبادت اور بندگی کو انجام دیں سکیں نیز انفرادی اور اجتماعی طور پر عبادات وفرائض بجا لا سکیں۔ اسلام میں مساجد کی حیثیت محض عبادت گاہ کی نہیں بلکہ اسلامی معاشرہ میں مساجد کو ایک مرکزی مقام حاصل ہے جو محض عبادات تک محدود نہیں۔ مسلمانوں کی دنیوی واخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار مسجد سے جڑے رہنے میں ہے۔ عالم بشریت کی بقاء اور اس کا امن واستحکام مساجد کا مرہون منت ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہِ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کے انفرادی واجتماعی پہلوؤں کی راہنمائی کرتا ہے۔ اگر اسلام کو نور ہدایت تصور کر لیا جائے تو مساجد وہ چراغ ہیں جن کے ذریعے دنیا کو ناصرف ظلمت جہالت کے اندھیروں سے نکالا جا سکتا ہے بلکہ عالم کائنات کو ایمان کی روشنی سے منور بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

"إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ"

ترجمہ: " بلا شبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا، وہ جو مکہ میں ہے۔ یہ برکت والا اور جہانوں کے لئے ہدایت والا ہے"۔ (95:3)

اگر ہم اسلام کے آغاز سے لے کر اب تک مسجد کی فعالیت و کردار کا جائزہ لیتے ہیں تو صدر اسلام میں مسجد، عبادت اور غور و فکر کے علاوہ مسلمانوں کے اجتماع، تعلیم و تربیت کا مرکز، بیت المال، عدلیہ، کونسل، ہسپتال، فارمیسی، دینی اور دنیاوی ایجوکیشن سینٹر، لائبریری، مبلغین کی فراہمی، مجاہدین کی تعیناتی، خبروں کے اعلانات، ملٹری اکیڈمی، ذخیرہِ غنائم حتیٰ ہنگامی حالات میں اسراء اور مجرموں کو رکھنے کے لئے جیل کے عنوان سے بھی استعمال ہوتی تھیں۔

اس کے علاوہ اگر ہم عہد نبوی و خلافت راشدہ کا جائزہ لیں تو اس نتیجہ پر پہنچیں کے کہ مسجد ایک ایسی درسگاہ رہی ہے جہاں پر طلبا کو سائنس، ریاضی، فلسفہ، منطق، کلام، ادبیات، حدیث و قرآن، تاریخ اور فقہی علوم پڑھائے جاتے تھے، گویا دینی اور عصری علوم و فنون کی بنیادی مرکز مسجد تھی۔ بلا شبہ مساجد کے متولی، آئمہ جماعت اور مومنین کا نوجوانوں اور مساجد کے درمیان مؤثر رابطے میں رکاوٹیں کی طرف متوجہ ہونا اور ان عوارض کو دور کرنا، نوجوان نسل اور مساجد کے درمیان فاصلے کو کم کر سکتا ہے جو ہدف و مقصدِ تخلیق کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

مقالہ حاضر کا دوسرا مفہوم نوجوانی کی اصطلاح ہے۔ انسان کی زندگی کا سب سے اہم دور نوجوانی ہے۔ جوانی انسانی زندگی کے عروج کا دورانیہ ہے۔ خوشی اور مسرت کا دور، طاقت اور توانائی کا زمانہ ہے۔ جوانی درحقیقت خوشی، امید، محنت اور کوشش کا دوسرا نام ہے۔ یہ جوش و خروش کا وقت ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بجا ہوگا کہ، جوانی طاقت اور کمال کا زمانہ ہے۔ اگرچہ نوجوانی کی حد کے تعین میں ماہرین کے درمیان اختلاف ہے اور جوانی کے لئے عمر کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اجمالی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جوانی انسان کی طاقت اور جوش کا اعلیٰ ترین درجے کا دور ہے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق 15 سے 25 سال تک کی عمر کو جوان کہا گیا ہے۔[1]

اگر اسوہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ آپؐ نے اپنی دعوت کا آغاز سب سے پہلے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت سے کیا۔ حضور کریم ﷺ کے حلقہ احباب میں نوجوانوں کی تعداد زیادہ تھی جنہوں نے اسلامی معاشرہ تشکیل دیا۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قوموں کی تعمیر و ترقی میں نوجوان کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جس قوم کے نوجوانوں کا کردار بہتر رہا اس قوم کو ترقی نصیب ہوئی کیونکہ نوجوان نسل کسی بھی معاشرے کا سب سے اہم اور قیمتی اثاثہ ہوتی ہے۔ معاشرے کی فلاح و بہبود، تعلیم و تربیت اور ترقی کا انحصار جدید نسل کی اسلامی تربیت اور مسلم ثقافت سے آشنائی ہے۔

موجودہ مقالہ کا تیسرا مفہوم مانع اور رکاوٹ ہے۔ موانع سے مراد وہ تمام عملی، نظریاتی، مثبت، منفی، طرز عمل اور زبانی روکاوٹیں ہیں منفی، جو بلاواسطہ اور بالواسطہ طور پر مایوسی، غیر حاضری، یا کمی کا سبب بنتی ہیں۔ جس سے

مساجد اور نوجوانوں کے درمیان مؤثر رابطے میں خلل پڑتا ہے۔ مذکورہ ابحاث میں اسلامی ثقافت کی ترویج و اشاعت میں مسجد کے مقام و منزلت اور اہمیت کے بارے میں جو کچھ ذکر گیا ہے اس کے باوجود آج ابھی مسجد میں دینی اور مذہبی ماحول کی تشکیل میں رکاوٹیں ہیں۔ مومنین کو چاہیے کہ مساجد میں ثقافتی، علمی اور تربیتی کاموں میں رکاوٹوں کو پہچان کر انہیں ختم کریں تاکہ مسجد میں مزید نوجوانوں کی موجودگی کو ممکن بنایا جاسکے۔

مسجد اور نوجوانوں کے درمیان تعلقات کا تجزیہ کرتے ہوئے، ہمیں ایک مؤثر تعلق قائم کرنے میں متعدد رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو نوجوان نسل کا مسجد سے دوری یا کم ہونے کا سبب بنتی ہیں۔ ان موانع کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1- سماجی اور ثقافتی موانع

سماجی اور ثقافتی رکاوٹوں سے مراد وہ مسائل، مشکلات اور ایسے موانع کہ جو اسلامی معاشرے کا جز لاینفک بن چکے ہیں مثل اہل اسلام کا اعوامی رویہ، غیر اسلامی رسم و رواج، فرہنگ و کلچر کا غلبہ اور مساجد کی فعالیت کو محدود بنانا ہے۔ سماجی اور ثقافتی مسائل کی وجہ سے نوجوان نسل مسجد کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں۔ مسجد میں نوجوان کی موجودگی کو بہتر بنانے کے لئے ذیل میں کچھ سماجی و ثقافتی رکاوٹوں کو ذکر کیا جاتا ہے جو مسجد اور نوجوانوں کے درمیان مؤثر رابطہ کے فقدان کا سبب بنتی ہیں۔

مساجد معاشرے میں ایک اہم تعلیمی اور ثقافتی مرکز شمار ہوتی ہیں۔ در اصل مساجد اسلامی معاشرے کا مرکز و مرجع ہیں اس لیے بہت سارے سماجی، معاشی اور ثقافتی امور مساجد سے وابستہ ہوتے ہیں۔ مساجد اسلامی معاشرے میں ایک اہم ثقافتی و سماجی کردار ادا کرتی ہیں۔ اسلامی ثقافت اسلامی طرز زندگی کی عکاس ہوتی ہے۔ اسلامی ثقافت در اصل وہ اعمال و افعال، طرز تفکر اور رہن سہن کا اسلامی طریقہ ہے جو ظہورِ اسلام کے بعد معرض وجود میں آئے اور ان کا تعلق مسجد سے ہے۔ جہاں مساجد میں روحانی، معنوی حوصلہ افزای، تفریحی، تعلیمی اور آزاد اندیشی کا فقدان پایا جاتا ہے وہاں نوجوان مساجد میں شرکت کی طرف کم مائل ہوتے ہیں کیونکہ یہ مسائل نوجوان نسل کے خصوصی ترجیحات میں شامل ہیں۔ مسجد کی گورننگ کو نسل کو ثقافتی اور فرہنگی شغف کا حامل ہونا چاہیے۔ مسجد کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کو چاہیے کہ وہ اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ضروری اقدامات کے ذریعے نوجوانوں کو مسجد کی طرف راغب کرنے میں حائل رکاوٹوں کو دور کریں اور تمام نوجوانوں کا اپنے بچوں کی طرح خیال رکھیں۔

ہم جانتے ہیں کہ مسجد خدا کا گھر اور اسلام کا پہلا اجتماعی، سماجی عوامی اور ثقافتی ادارے جو امتِ مسلمہ اور خاص کر نوجوان نسل کے لئے سب سے اہم اجتماع کی جگہ ہے۔ مسلمان مسجد میں اسلامی معاشرے کو درپیش بہت سارے

معاشی، سماجی اور ثقافتی مسائل پر باہمی گفتگو کرتے ہیں۔ کوئی بدامنی، دہشت گردی کے ظلم و ناانصافی کی بات کرتا ہے تو کوئی لوڈشیڈنگ اور مہنگائی کا ذکر کرتا ہے بعض مومن اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ ایسے ہی ماحول سے نوجوان کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔[2]

جس طرح مساجد اسلامی معاشرے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں اسی طرح مسائل اور مشکلات کی نوعیت بھی سنگین ہے اور مساجد اسلام کے دشمنوں کی رینج میں واقع ہیں۔ دشمن کوشش کر رہا ہے کہ نوجوانوں میں مغرب کے کلچر کو پھیلائے اور انہیں مذہبی تصورات اور اصولوں کا منکر بنائے تاکہ اسلامی فرہنگ اور کلچر کی جگہ مغربی رسم و رواج کو ترویج دے سکے۔ ثقافتی یلغار میں اسلامی نظام کے مستقبل کے پھلنے پھولنے میں نوجوان سب سے اہم اور باا ثر گروہ ہیں۔ اسی بنا پر نوجوانوں پر دوسرے گروہوں کے مقابلے زیادہ حملے ہوتے ہیں۔ دشمن نوجوانوں کو ایک بھرپور اور بامقصد ثقافت سے محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلاف کو بیگانہ کرکے مذہبی اقدار کو ان کے لئے بے وقعت کرتا ہے۔ دشمن، مذہبی عقائد اور رسوم سے ہمارے نوجوانوں کو اپنے میڈیا اور دیگر وسائل کے حملوں سے نشانہ بناتے ہے اور ان کے ذہنوں اور سوچ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہے اور ہمارے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد صراط مستقیم سے منحرف ہو گئی ہے۔

اس مشکل سے نکلنے کے لئے نوجوان نسل کا اسلامی تہذیب و تاریخ اور علمی ورثہ سے مانوس و باخبر رہنا اشد ضروری ہے۔ جو قوم اپنی تاریخ اور علمی ورثے سے غفلت برتتی ہے۔ تو وہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے یا مٹادی جاتی ہے۔ اپنی تاریخ و ثقافت سے مکمل آگاہی کے بغیر کوئی بھی قوم یا ملت بہتر مستقبل اور ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ اس وقت اُمت مسلمہ کی صورت حال یہ ہے کہ اس کا یہ اہم سرمایہ یعنی نوجوان نسل اپنی تاریخ، کلچر، فرہنگ اور اسلامی تہذیب و تمدن سے بالکل نابلد ہے۔ ملت کے نوجوانوں کو اسلامی فتوحات کا کچھ علم نہیں۔ نوجوان نسل کو اسلامی تاریخ، اقدار اور فرہنگ رسم و رواج اور علمی سرمایہ سے آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مسلم نوجوان نسل کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور عالم گیر نظام زندگی ہے، جس خدا نے انسان کو خلق کیا ہے اسی خدا نے اسلام کو آئین زندگی قرار دیا ہے۔ جس طرح خداوند متعال قرآن میں اپنا تعارف رب العالمین کے عنوان سے اور اپنے رسولؐ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے متعارف کراتا ہے، اسی طرح قرآن پاک جو کہ ھُدًی لِلنَّاسِ وکتابِ مبین ہے اس میں اسلام کو کامل ترین دین کے عنوان سے انسان کے لئے آئین زندگی قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی تہذیب ایسی تہذیب ہے جس میں تمام سابقہ تہذیب و تمدن کے متبادل ہونے کی صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

دشمن نوجوانوں کو گمراہ کی کوشش کر رہا ہے۔ انہیں اخلاقی اور حرام لذتیں، منحرف سیٹلائٹ پروگرامز اور میڈیا، مغربی اور مخالف مذہب رویوں کی ترویج کرنے کے علاوہ مذہبی عقائد کو کمزور، مذہبی شخصیات کی کردار کشی، قومی شناخت سے لوگوں کی بیگانگی اسلام اور باطل فرقوں کی ترویج کرتا ہے۔ جوان نسل سوشل میڈیا پر فحش فلمیں، پروگرامز اور تصاویر دیکھتی ہے، جس کے مضر اور منفی اثرات منطقی طور پر اس کے دل و دماغ اور ذہن پر مرتب ہوتے ہیں۔ تاہم اس کی تمام تر ذمہ داری بہرحال نوجوان نسل پر عائد نہیں کی جاسکتی۔ اس میں متعدد عوامل کار فرما ہیں، جن میں گھریلو تربیت، تعلیمی اداروں کی فضا، سماج اور ارد گرد کا ماحول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[3]
دشمن اپنے اس انتہاء پسندانہ طرزِ عمل سے نوجوان نسل کے دلوں میں اسلام کے لئے نفرت کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ اس لیے اہل مساجد اور اس کے متولیوں کو اس جنگ کو جیتنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نوجوانوں کو دن بہ دن مسجد کے قریب لائیں، اور ان حملوں کو پوری طاقت سے ناکام بنائیں۔

نوجوانوں کو مسجد کی طرف راغب کرنے میں امام جماعت، مذہبی تنظیمیں، مسجد کا خادم اور مساجد کمیٹیز کا اہم کردار ہے۔ اگرچہ یہ سب دین اور مکتب اسلام کے راستے پر چلتے ہیں اور اپنے دینی مقاصد کے حصول اور ارتقاء کے لئے کی منصوبہ سازی کرتے ہیں لیکن چونکہ مسجد عبادت اور بندگی کا مرکز ہونے کے ساتھ اسلامی تاریخ، تہذیب و تمدن کا مظہر بھی ہے اس کے علاوہ مسلمانوں کے انفرادی اور سماجی رشتے کا مرکزی نقطہ ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر مساجد اور ان مذہبی تنظیموں اور انجمنوں کے متولیوں دونوں کے لئے ضروری ہے کہ مساجد سے نوجوانوں کا تعلق بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی اور ہم فکری قائم کریں۔[4]

نماز اور اخلاقی ہدایات کی ادائیگی میں نمازی کے اعلیٰ اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے لیکن بعض اوقات مسجد کے اشرافیہ کی نوجوانوں کے ساتھ، بدسلوکی، نظر اندازی اور سماجی رویہ مساجد کی کارکردگی اور نوجوانوں کے مسجد سے مؤثر رابطے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ نمازی کی ظاہری کارکردگی اس کے مذہبی کردار کی عکاسی کرتی ہے۔ بعض اہل مسجد کے رویوں میں دوغلاپن دیکھ کر نوجوان مساجد اور مساجد کے بارے میں مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں وہ اس وجہ سے مسجد چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

لہٰذا مساجد کے متولیوں کو صالح، مؤدب، صاف ستھرا ہونا چاہیے اور تعمیری و تعلیمی منصوبہ بندی کا اہل ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ مساجد کا بجٹ جائز اور حلال ہونا چاہیے، اور اہل مسجد متقی اور پرہیزگار ہوں؛ کیونکہ اگر مسجدیں بنانے والے ظالم اور سلاطین ہوں اور کاہن، جاہل اور بزدل ہوں جبکہ خادم متقی ہوں تو فطری طور پر مساجد اپنے اصل مقصد سے بھٹک جائیں گی، جو کہ روحانی خوشحالی ہے۔ اگر ہم نوجوان نسل میں دین گریزی اور الحاد کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانا چاہتے ہیں تو ہمیں دین کے خلاف بیرونی سازشوں کے مقابلے کے ساتھ ساتھ بظاہر دیندار لوگوں کے رویوں کو بھی راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی ہوگی اور ان کے غلط کاموں کے

خلاف بھی آواز اٹھانی ہو گی تاکہ یہ لوگ دین کی آڑ لے کر دانستہ یا نادانستہ دین کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں۔ مسجد میں آنے والے نوجوانوں کے ساتھ اہل مسجد کا رویہ اگر خلوص، ہمدردی مہر و محبت کے ساتھ ہو تو یہ یقینی طور پر نوجوانوں کو مسجد کی طرف راغب کرے گا۔ نوجوانوں کے ساتھ نمازیوں کی بد اخلاقی نوجوان نسل اور مسجد کے درمیان مؤثر تعلق کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ جیسا کہ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ: "المساجد بیت اللہ"

ترجمہ: "کہ مساجد اللہ کا گھر ہیں"[5]

پس اہل ایمان کو مسجد میں نوجوانوں کی موجودگی میں نمازیوں کی تذلیل، توہین یا سرزنش نہ کی جائے کیونکہ یہ ان کے لئے مسجد سے دور رہنے کا موجب ہو گا۔ نوجوانوں کی غلطیوں کا شدید اور بے جا نوٹس لینا، نوجوانوں کی ظاہری شکل سے نفرت اور نوجوانوں کی غلطیوں کے بارے میں نامناسب فیصلوں میں جلد بازی، مسجد سے ان کی دوری کے دیگر عوامل ہیں۔ مسجد والوں کو چاہیے کہ وہ بد کردار، جاہل اور گناہ گار نوجوانوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کریں۔ اللہ کے رسولؐ کا تربیتی منہج بڑا شان دار اور منفرد انداز کا ہے۔ آپؐ ان کی کردار سازی پر بہت توجہ فرماتے تھے۔ اور نہ صرف ان کے خارجی مسائل حل کرتے تھے بلکہ ان کے نفسیاتی مسائل بھی حل کرتے تھے۔

نوجوانوں کے مسجد سے دور رہنے کی ایک وجہ بعض نمازیوں کا ناروا سلوک بھی ہے۔ اہل مسجد و نماز گذرا مومنین کے اس ناروا سلوک دینی اور شرعی نقطہ نظر سے توہین آمیز اور قابل مذمت ہونے کے علاوہ، توہین مسجد اور نوجوانوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ نوجوانوں کے ساتھ نمازیوں کا ناروا سلوک اس کے اور مسجد کے درمیان موثر رابطے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اگر نوجوان مسجد میں موجود ہوں تو نمازی ان کی تذلیل، توہین یا الزام تراشی نہ کریں۔

حکومت کی سماجی اور ثقافتی ذمہ داری ہے جس میں سرکاری افسران بشمول تعلیم، رہنمائی، میڈیا اور نیز اہل خانہ اور علمائے کرام کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ اس کے مختلف اسباب ہیں، اگر ان کا حقیقت پسندانہ اور گہرائی سے جائزہ نہ لیا گیا تو انقلاب کی اگلی نسل شدید خطرے میں پڑ جائے گی۔ ایسے حالات میں نوجوانوں کی مذہبیت کے بحران میں، ان مسجد کے خالی ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

اس کے علاوہ نوجوان نسل کے لئے مناسب ثقافتی منصوبہ بندی کا فقدان اور دشمنوں کی طرف دے مواتر اور منظّم ثقافتی یلغار نوجوان نسل کے اسلام سے دوری اور انحراف کے لئے اندرونی اور بیرونی خطرات کا سبب بنتی ہے۔ ان عوامل کو ختم کرنے کے لئے مختلف گروہوں، تنظیموں، سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور ایک اصولی اور جامع سیاسی و

فرہنگی منصوبہ بندی کرنا چاہیے تاکہ نوجوان نسل کے مستقبل میں معاشرے کا سب سے اہم باثر طبقہ دین سے دور نا ہو جائے۔ ایسا کرنے سے مسجد میں نوجوانوں کی موجودگی کی راہ میں حائل ایک اہم ترین رکاوٹ دور ہو جائے گی۔

2-زمینی شرائط اور ماحولیاتی رکاوٹیں

ایک اور اہم اور بنیادی رکاوٹ جو نوجوانوں کے مسجد سے مؤثر رابطے کو کمزور کرتی ہے وہ ظاہری شرائط اور ماحولیاتی رکاوٹیں ہیں۔ اگر مسجد کا ماحول اور اس کے آس پاس کی جگہ بے قاعدہ، گندی اور نامناسب فن تعمیر یا سہولیات موجود نہ ہوں تو نمازیوں کی فلاح و بہبود ممکن نہیں ہے اور ان شرائط کا فقدان نوجوانوں کو مسجد سے روگردانی کرنے کا سبب بنتا ہے۔

اس حصے میں، ہم مختصراً زمینی شرائط اور ماحولیاتی رکاوٹوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

انسان فطری طور پر پاکیزگی اور صفائی کو پسند کرتا ہے اور نوجوان دوسروں کی نسبت قدرتی مسائل زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ مساجد اللہ کے گھر ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت، بندگی، تلاوت اور ذکر وغیرہ کیا جاتا ہے اور عبادت کرنے والے بندے مسجد میں عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہیں، فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے ہیں، لہٰذا مساجد کو ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک وصاف رکھنا تمام اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔

لہٰذا مسجد میں مناسب حفظان صحت کا فقدان اور داخلی ماحول گندہ، اور بے ترتیب ہونا ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس لیے مسجد کے منتظمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد کی بہترین ترتیب اور صفائی کے لئے ضروری اقدامات کریں۔ مساجد کے ظاہری وسائل جیسے قالین، دیواریں، مہریں، ٹوپیاں، صحن، بیت الخلاء وغیرہ کا گندہ ہونا بھی نمازیوں کی دوری کا سبب بنتا ہے، خاص طور پر نوجوان طبقہ اس سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ انسان اور بلاخص نوجوان نسل کی صفائی اور پاکیزگی میں مساجد کا بہت اہم کردار ہے۔ مسلمان جب نماز کے ارادہ سے مسجد کا رخ کرتا ہے تو وہ اپنی طہارت و نظافت کا اہتمام کرتا ہے غسل و وضو سے اپنے کپڑوں کا جائزہ لیتا ہے کہ کہیں گندگی یا کوئی

نجاست تو نہیں لگی۔ اسی طرح ظاہری صفائی کے ساتھ نوجوان اپنی باطنی گندگی یعنی شرک، کینہ، حسد، بغض وغیرہ سے بھی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

مسجد کا ظاہر مثلاً مسجد فن تعمیر، ڈیزائن، رنگ اور پتھر بھی دلکش اور صاف ہونا چاہیے نیز مسجد کا ماحول ایک خاص خوبصورتی اور شان و شوکت کا حامل ہونا چاہیے۔ اگر مسجد میں مناسب فن تعمیر نہ ہو تو نوجوانوں کی موجودگی کم ہو جائے گی۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر کے وقت مسجد کے جغرافیہ کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس جہت سے کہ مساجد اور رہائشی احاطے، اسکولوں، کاروباروں، تفریحی مراکز، کھیل کے میدان اور دیگر مقامات ایک ایسا عنصر ہیں جو نوجوانوں کے مسجد کے ساتھ کمزور مؤثر رابطے میں معاون ہیں۔ مساجد مسلمانوں کے اجتماع کی جگہوں سے جتنی قریب ہو گیں تو ان تک پہنچنا جتنا آسان ہوگا اتنا ہی زیادہ لوگ خود کو خدا کے گھر کی طرف پہنچا سکتے ہیں۔ مسجد کی تعمیر اور جغرافیا کے ساتھ مناسب ضروری وسائل کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ساز و سامان اور وسائل مثلاً مسجد کے لئے موزوں جوتے، یا جوتے رکھنے کے لئے مناسب جگہ، مائع یا صابن بیت الخلاء کے لئے، صاف اور ٹھنڈے پانی کے کولر اور فوارے، مسجد یا صحن میں کچرے کے ڈبے خاص طور پر خواتین والے حصے میں کیونکہ بچے زیادہ ہوتے ہیں، اسی طرح اسپیکر اور ان کی رسمی جگہ ہے، مساجد کا نظارہ اچھا نہیں ہوتا (بل بورڈز، نماز کے لئے صاف مہریں اور مناسب چادریں سب میسر ہوں۔ ان وسائل کی کمی سے مساجد میں نوجوانوں کی زیادہ اور شاندار موجودگی ہو گی۔

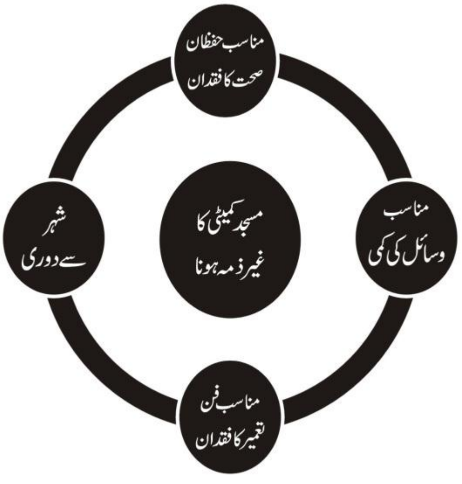

معاشی اور اقتصادی موانع

معاشی اور اقتصادی مسائل کسی بھی معاشرے کے ایسے مسائل ہیں جو بے شمار مشکلات،. برائیوں اور طرح طرح

کے جرائم پھیلنے کا سبب بن رہے ہیں۔ عصر حاضر میں نوجوان نسل کو بے شمار مسائل اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جدید نسل اگر ایک طرف غیر متوازن اور ناقص نظام تعلیم کے مسائل کا سامنا کر رہا ہے تو دوسری طرف اقتصادی و معاشی بحران اور مسائل سے دوچار ہے۔ جدید دور میں نوجوان کے لئے اگر ایک طرف خود ساختہ قیود کی وجہ سے وقت پر نکاح نہ ہونے کے مسائل ہیں تو دوسری طرف بے روزگاری نے ذہنی اور نفسیاتی پریشانیوں مبتلا کیا ہوا ہے۔

اقتصادی اور تنگی معیشت کا اولین اور بنیادی سبب خدا کی رحمت سے مایوس ہونا ہے۔ اللہ پر توکل نہ کرنا، قناعت نہ کرنا اور شکر کی نعمت سے محروم ہونا نوجوان نسل کو مساجد اور دینی مراکز سے دور کر دیتا ہے۔ اس مشکل کے حل کے لئے آئمہ جماعت اہل نماز کی خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جانی چاہیں جو نوجوفان نسل میں مناسب تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر اور نئے اور چھوٹے کاروبار کے فروغ کے لئے ٹریننگ اور آگاہی دیں۔ جس ٹریننگ میں کم سے کم خرچے میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کو استعمال کرنا سکھایا جاسکے۔ اس طرح ناصرف نوجوان نسل کے درمیان مؤثر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے بلکہ جوان نسل بہت سارے مسائل سے بچایا جاسکتا ہے۔

4-سیاسی و اجتماعی روکاٹیں

ہمارے اسلامی معاشرے میں مساجد کے متعلق بعض مومنین کا یہ نظریہ ہے کہ مساجد میں ملکی، سیاسی اور دیگر معاملات پر بات نہیں ہونی چاہیے اور مساجد محض عبادت اور قرآن کی تعلیم کے لئے مخصوص ہوں۔ مساجد کے اجتماعات اور خطبات میں علماء اور واعظین کو ہر طرح کی سیاسی گفتگو سے گریز کرنا چاہیے۔ دین اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں دین مقدس فرائض کا نام ہے جبکہ سیاست ہر طرح کی دھوکا دہی کا دوسرا نام ہے۔

یہ سوچ دراصل مغربی طرز تفکر و سوچ کی عکاس ہے اور یورپی کلچر کے زیر اثر ہمارے ہاں بھی یہ خیال عام ہوتا جا رہا ہے کہ مسجد میں سیاست سے متعلقہ کوئی بات کرنا مسجد کے تقدس کے منافی ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق دین عین ساست ہے اور سیاست عین دین ہے۔ دراصل اسلام میں سیاست اور مذہب ایک دوسرے سے

جڑے ہوئے ہیں اور اسلامی معاشرے میں مسجد طویل تاریخ میں عبادت گاہ کے ساتھ ساتھ سیاسی مسائل کی آگاہی، تبادلہ اور تنظیم کا مرکز رہیں ہے۔ گزشتہ تواریخ بلاخص عہد نبوی اور عہد خلافت میں بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ مساجد عبادات کے ساتھ ساتھ، علمی، معاشی، سیاسی خیالات کے تبادلہ اور سیاسی امور کی انجام دہی مرکز رہی ہیں۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق جبر و استکبار کے خلاف ہر طرح کی جدوجہد میں سیاسی مسائل سے مکمل آگاہی بہت ضروری ہے۔ اسلام کی ارتقائی تاریخ میں عوامی کوششوں کے ساتھ ساتھ، نوجوانوں کے مذہبی سیاسی گروپوں کی تشکیل میں مساجد کے سیاسی کردار کو اچھی طرح سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا دلائل کی بنا پر یہ کہنا درست ہے کہ مساجد روشن خیالی اور ایمان کو آراستہ کرنے کا مرکز ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام محض فرد کا مذہب نہیں بلکہ انسانیت اور معاشرے کا آئین زندگی ہے اور اس کی تعلیمات کا تعلق صرف انسان کے شخصی و انفرادی معاملات سے نہیں بلکہ ایک مسلم معاشرہ کے اجتماعی معاملات سے بھی ہے۔[6]

تاریخ اسلام کے شواہد کا مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں مسجد دین سے محبت رکھنے والے اور جزبہ ایثار سے سرشار نوجوانوں کے لئے ایک علمی وتربیتی مرکز تھی۔ یہ مساجد اسلام کے نونہالوں کو دنیا کی تمام سپر پاورز کے خلاف مزاحمت کرنے کی تربیت دیتی تھیں۔ گزشتہ نظریاتی اور سیاسی رکاوٹوں کا شہیدوں کے کرادار اور جزبہ شہادت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے اپنی دینی بصیرت کے ساتھ دنیا کو حیران کر دیا، وہ کوئی اور نہیں بلکہ مساجد میں تربیت یافتہ تھے۔ لیکن اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ اسلام کی خالص سیاسی فکر مسجد میں غالب ہونی چاہیے، سیاست کاری نہیں۔ فرقہ وارانہ اور متعصب۔ اگر ہم جماعتی اور دھڑے بندیوں کے سیاسی جلسوں کے لئے مقامی مساجد بننے کی سمت چلتے ہیں۔ یہ یقینی طور پر ممکن ہے کہ مسجد سے بھاگنے والے پہلے لوگ نوجوان ہوں گے۔ اگر امام جماعت یا مسجد کے متولیوں کا کسی گروہ یا جماعت یا بعض سیاسی افراد کی طرف خاص میلان ہوتا ہے اور بعض اوقات الیکشن اس کی تشہیر کرے گا، تو نتیجہ یہ ہوگا کہ نوجوان مسجد کے متولیوں کے بارے میں منفی سوچ رکھیں گے۔ اور مسجد میں نوجوانوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جائے گی۔

مسجد بصیرت کی جگہ ہے انتخابی یا سیاست کی نہیں۔ لہٰذا اگر غیر جانبدار اور منصفانہ، سب کو کسی بھی ذوق کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا اور مذہبی، سماجی اور سیاسی فورم میں ایک دوسرے سے ملنا چاہیے سیاسی جھگڑوں میں نہ پڑیں۔ اس سے نہ صرف نوجوانوں کو مسجد میں آنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، بلکہ ان کی تعداد بڑھے گی۔ اگر نوجوان دیکھیں کہ خدا کے گھر میں معتمرین مخصوص سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور بنیادی فریضہ بھول گئے ہیں، تو وہ مسجد سے بھاگیں گے۔ متولی ایک خاص رجحان کو فروغ دے تاکہ مسجد اور نوجوانوں کے درمیان مؤثر رابطہ پیدا کرے سکے۔

واضح رہے کہ اگر مسجد کے متولی بعض سیاسی رجحانات یا دھڑے بندیوں کی طرف مائل ہوں اور مسجد کو اپنا گڑھ بنالیں تو نوجوان مسجد سے بھاگ کر ٹولیوں اور گروہوں کی گود میں آ جائیں گے۔ وہ مسجد سے باہر جائیں گے۔ نوجوان گروہوں میں ان معاملات میں پھنس جائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام نوجوانوں کی طرف متوجہ ہونے کی دیکھ بھال کے بارے میں منحرف تنظیموں اور جماعتوں سے خبردار کیا اور فرمایا کہ

بَدِرُوا أَحْدَاثَكُمْ بِالْحَدِيثِ قَبْلَ أَنْ تَسْبِقَكُمْ لِلَيْهِمُ الْمُرْجِئَة:

یعنی: "آپ نوجوانوں کو گمراہ ہونے سے قبل انہیں حدیث پڑھائیں"۔ [7]

اس بات کا اندازہ آپ ﷺ کے ارشاد سے کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو نوجوانوں کو دین کی گود میں رکھا جائے تاکہ وہ پکڑے جائیں۔ تاکہ باطل کے جال میں پھنسنے پر منحرف نہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں امام صادقؑ اہل بدعت کو ان کے ساتھ شریک نہ کرو، اور ان کے ساتھ صحبت نہ کرو۔

5- متفرقہ موانع اور مسائل

ذکر شدہ موضوعات کے علاوہ چند اہم متنوع سماجی اور اجتماعی مسائل بھی نوجوان نسل اور مساجد کے درمیان مؤثر رابط میں رکاوٹ بنتے ان میں سے اہم مسائل کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

i. مناسب تعلیم وتربیت کا فقدان

مذکورہ بالا مسائل کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ جس کی وجہ سے نوجوان مختلف مسائل اور مشکلات میں کا شکار ہوتا ہے وہ مناسب تعلیم وتربیت کا فقدان ہے۔ کسی بھی قوم وملت کی تعمیر وترقی کا انحصار نظامِ تعلیم پر منحصر ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کسی بھی قوم یا ملت کا بہتر مستقبل اس کے تعلیمی نظام پر منحصر ہے۔ اسلامی معاشرے میں

رائج نظام تعلیم زیادہ تر مغربی افکار و نظریات پر مبنی ہے۔ عصر حاضر میں تنگ نظری، مایوسی، مادیت، بے دینی، اخلاقی بے راہ روی اور انسان کا استحصال، نوجوانوں میں بڑھتے ہوئے جرائم، نیز خود کشی کے گراف میں اضافہ، یہ سب ناقص اور غیر اسلامی نظام تعلیم کے نتائج ہیں۔ موجودہ نظام تعلیم کے برعکس اسلام کا نظام تعلیم الٰہی ہدایات پر مبنی ہے جو کسی بھی کمی یا نقص سے پاک ہے۔ اس میں انسان کی تعلیم، تعمیر تزکیہ اور تطہیر کے لئے جامع اور کامل ہدایات موجود ہیں۔ اسلام نظام تعلیم انسان کو اس کی انسانیت اور شخص کی شخصیت کو سنوارتا ہے۔ اس نظام تعلیم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ زندگی کے بنیادی اور اہم سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے، مثلاً میں کون ہوں؟ میری خلقت اور زندگی کا مقصد کیا ہے؟ مجھے خلق کرنے والا کون ہے؟ میں اس دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہوں؟ میری ذمہ داریاں کیا ہیں اور میرا خالق مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ خالق اور مخلوق کے درمیان اور پھر خود مخلوقات کے مابین کیا تعلقات ہیں؟[8]

اسلامی معاشرے میں مسجد ناصرف عبادت گاہ ہے بلکہ ایک ایسا ادارہ ہے جو مسلم نسل کی تعلیم و تربیت میں بنیادی اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ہم تاریخ اسلام کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی پہلی تین صدیوں میں مسجد ہی وہ درسگاہ تھی کہ تمام علوم و فنون اس میں پڑھائے جاتے تھے اور سب سے پہلے درس گاہ "اصحابِ صفہ" کے نام سے مسجد نبوی ﷺ میں قائم ہوئی تھی۔ مسجد میں درسِ قرآن و حدیث کے ساتھ عملی احکام اور فقہ کے مسائل بیان کرنے کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ علم و عرفان کا بہت سا حصّہ مسلمان مسجد سے ہی سیکھتے ہیں۔[9]

ہم جانتے ہیں کہ مذہب اسلام میں نظام تعلیم نطفہ کے جمنے سے پہلے شروع ہوتا ہے لہٰذا یہ بات ذہن نشین رہے کہ بچوں کی پرورش کا سب سے مؤثر مرحلہ یہی ہے۔ اسلامی نظام تعلیم کے مطابق اخلاق، ذاتی اور معاشرتی عادات کے سیکھنے کا عمل اس کے بچپن سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور بچہ اس مرحلے میں کسی بھی قسم کی اخلاقیات، رسم و رواج اور عادات کو آسان طریقے سے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین بچے کو پیار، محبت، شفقت اور انس کے ساتھ ساتھ تشویق و ترغیب دلاتے ہیں کہ وہ بتدریج تعلیم کے ہمراہ عملی طور پر مذہبی بنے اور مذہبی فرائض ادا کرے تاکہ حقیقی مسلمان بنے اور اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے اس کے برعکس جو نوجوان ماں باپ کی تعلیم وتربیت سے محروم رہ جائے گا لازمی طور سے مسائل اور اُلجھنوں کا شکار ہوگا۔ اسلام نے بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ ماں باپ پر یہ بھی ذمہ داری عائد کی ہے کہ ان کو تعلیم وتربیت اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرا کے صحت مند معاشرے کے لئے بہترین اور کارآمد افراد تیار کریں کیونکہ بچہ اپنے گھر سے سیکھنا شروع کرتا ہے۔ اسلامی کے نزدیک ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ بچہ اپنے والدین سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ بچے کے مستقبل کو بنانے اور سنوارنے کا انحصار ماں باپ کے رویے، انداز اور طور طریقے پر ہوتا ہے۔[10]

اس سلسلے میں آئمہ جماعت، والدین، علما اور دانش وروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں تا کہ نوجوان طبقہ مستقبل میں معاشرے اور ملت کی تعمیر اور اصلاح کے لئے مؤثر کردار ادا کر سکے۔

ii. دعوتِ حق اور اصلاح کا فقدان

دعوتِ حق سے مراد نوجوان نسل کو نیکی اور حقیقت سے متعارت کروانا ہے۔ اسلام نے دعوتِ حق کا فریضہ بحیثیتِ مجموعی امتِ مسلمہ کو فرضِ کفایہ کے طور پر تفویض کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"

ترجمہ: "اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے، جو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، یہی لوگ کامیاب ہیں"۔ (104:3)

فرضِ کفایہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر ایک جماعت دعوتِ حق کے اس فریضے کو انجام دے رہی ہو تو باقی لوگ بری الذمہ ہیں، ایسا ہر گز نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے دائرۂ کار و اختیار کی حد تک جواب دہ رہے گا۔ البتہ یہاں پر "دعوت" اور "اصلاح" دو الگ الگ کام ہیں۔ جو کہ ہماری یکساں توجہ کے مستحق ہیں۔ یہاں پر یہ قیاس کرنا بالکل بھی مناسب نہ ہو گا کہ ہم اپنی ملت کے نوجوانوں کی اصلاح و تربیت سے فارغ ہو جائے تو پھر "دعوت" کی طرف توجہ کریں گے کیونکہ نہ تو ہم "اصلاح و تربیت" کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کر سکتے ہیں کہ دس، پندرہ یا بیس سالوں کی ڈیڈ لائن سے پہلے ہم یہ کام مکمل کر لیں گے اور نہ ہی ہم اصلاح و تربیت کا کوئی ایسا پیمانہ رکھتے ہیں تربیت تو ایک مسلسل عمل ہے۔ جو انسان کی سانس ٹوٹنے تک چلتا رہتا ہے۔[11]

iii. عدم توجہ اور کسمپرسی

نشہ آج دنیا کے نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑے خطرات میں سے ایک ہے، خاص کر اسلامی معاشرے کے جوان نشے کے رجحان کی وجہ سے معاشرے سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اور خود کو بیکسی کی دلدل میں تنہا محسوس کرتے ہیں۔ اگر ہمارے نوجوان بدکاری اور نشے کے جال میں پھنس گئے تو وہ دن بہ دن مسجد سے دور ہوتے جائیں گے اور یہ نوجوانوں اور مسجد کے درمیان مؤثر رابطے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہو گی۔ نشہ ایک ایسی لعنت ہے جو ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح ختم کر رہا ہے، اسلام میں نشے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، قرآن کریم اور احادیث میں بھی نشہ کرنے سختی سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ نشے کی حالت میں نماز اور دوسرے واجبات بھی ادا کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔[12]

واضح رہے کہ نوجوانوں میں نشے کے رجحان کی ایک اہم وجہ بیروزگاری کا مسئلہ اور مسجد کا اجتماع کی جگہ ہونا ہے۔ مومنین نوجوانوں کے روزگار کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بہترین طریقے سے دور کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اسلام کے

آغاز میں ہوا تھا۔ حضور ﷺ بعض اوقات مسجد والوں کی شرکت سے نوجوانوں کے لئے کام فراہم کرتے تھے۔

iv. دین گریزی

عصر حاضر میں روشن خیالی کی بدولت دین گریزی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ دین کے دائرہ کار کو محدود کیا جارہا ہے۔ انسان کی بنیادی ضروریات سے صرف نظر ممکن نہیں اس بناپر بعض دوسرے مذہبی و دینی تصورات کا غیر معقول اظہار، ناانصافی سماجی سطح پر بہت سے دوسرے نعروں کے باوجود نوجوان نسل کی بنیادی ضروریات پر توجہ دینا جیسے شادی، ملازمت اور رہائش، ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے منصوبہ سازی بہت ضروری ہے۔ بعض اوقات نوجوان نسل کا بعض سیاست دانوں کی طرف سے آلہ کار کے طور پر استعمال ہونا اور گروہ بندی کا شکار ہو جانا نیز نوجوان نسل کے لئے مناسب ثقافتی منصوبہ بندی کا فقدان اور اس کے برعکس دشمنوں کی منصوبہ بند ثقافتی یلغار نوجوان نسل کے انحراف وگمراہی کے اندرونی اور بیرونی خطرات کا سبب بنتی ہے۔ ان عوامل کو ختم کرنے کے لئے مختلف اسلامی گروہوں، تنظیموں، سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور ایک اصولی اور جامع سیاسی منصوبہ بندی کرنا چاہیے تاکہ انقلاب کے مستقبل میں معاشرے کا سب سے اہم باثر طبقہ دین سے دور نا ہو جائے۔ ایسا کرنے سے مسجد میں نوجوانوں کی موجودگی کی راہ میں حائل ایک اہم ترین رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ بلاشبہ، انقلاب کے بعد کی نسلوں کے نوجوانوں کے ایک گروہ کی مذہبیت ناقابل تردید ہے۔[13]

اسلامی حکومت کی ذمہ داری کہ وہ مساجد میں سماجی اور ثقافتی ماحول کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس کے علاوہ سرکاری افسران بشمول تعلیم، رہنمائی، میڈیا اور نیز اہل خانہ اور علمائے کرام کو بھی اس پر غور کرنا چاہیے۔ اس کے مختلف اسباب ہیں، اگر ان کا حقیقت پسندانہ اور گہرائی سے جائزہ نہ لیا گیا تو اسلامی معاشرے کی اگلی نسل شدید خطرے میں پڑ جائے گی۔ ایسے حالات میں نوجوانوں کی مذہبیت کے بحران میں، ان مسجد کے خالی ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

v. نوجوان نسل سے اہل نماز اور مذہبی لوگوں کی بداخلاقی

حقوق العباد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ان آیات میں جو نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے، انفرادی اخلاقیات کے مسائل کا بھی حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ: "الْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَعْتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِنَّاسِاس "ترجمہ: "اپنے والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو"۔ (8:29)

اس طرح درج ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: حُسْناً وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَاتُوا الزَّكَاةَ ترجمہ: "اپنی زبان اچھی بولو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔" (43:02)

نماز اور اخلاقی ہدایات کی ادائیگی میں نمازی کے اعلیٰ اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے لیکن بعض اوقات مسجد کے

انتظامیہ اور اشرافیہ کی نوجوانوں کے ساتھ، بدسلوکی، نظراندازی اور سماجی رویہ مساجد کی کارکردگی اور نوجوانوں کے مسجد سے مؤثر رابطے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ نمازی کی ظاہری کارکردگی اس کے مذہبی کردار کی عکاسی کرتی ہے۔ بعض اہل مسجد کے رویوں میں دوغلاپن دیکھ کر نوجوان مساجد اور مساجد کے بارے میں مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں وہ اس وجہ سے مسجد چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ نماز عبادت کی بہترین شکل ہے لیکن عبادت اور بندگی کا دائرہ کار بہت وسیع ہے جس میں اخلاقیات کو بہت اہمیت دی گئی ہے جیسا کہ معصوم کا فرمان ہے کہ

أَلْسِنَتَكُمْ وَ كُفُّوهَا عَنِ الْفُضُولِ وَقَبِيحِ الْقَوْلِ۔ یعنی: "لوگوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو اور اپنی زبان کو محفوظ رکھو اور مبالغہ آرائی اور غیبت سے پرہیز کرو۔"[14]

ہم روزانہ کی بنیاد پر مسجد میں موجود بچوں اور نوجوانوں کے ساتھ برے رویہ اور غلط سلوک کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ پس اہل مسجد کا نوجوانوں کے ساتھ سخت اور پر تشدد رویہ نہ ہو، اگرچہ بچے شرارتیں بھی کر رہے ہوں تو ان سے شفقت اور احترام سے پیش آئیں کیونکہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق مومن کی نشانیوں میں سے ایک غصے میں معافی بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد مبارک ہے کہ "مومن وہ ہیں کہ جب غصے میں ہوں تو معاف کردیں"۔[15]

ہمارے رول ماڈل حضرت یوسفؑ ہیں جنہوں نے برسوں سختی کا مشاہدہ لیکن اس نے بھائیوں سے کہا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ خدا تمہیں معاف کرتا ہے اور خدا تمہیں معاف کرے، اور وہ بڑا مہربان ہے اور معاف کرنے والا ہے وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔[16]

vi. اعتدال و توازن کا فقدان

اعتدال سے مراد دو چیزوں کے درمیان بیلنس برقرار رکھنا اس طرح کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو یا کسی کے ساتھ زیادتی یا تبعیض نہ ہو۔ راہ اعتدال' اسلامی تعلیمات میں ایک نمایاں خصوصیت کی حامل ہے۔ اس کو 'توازن' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یعنی دو متقابل (متوازی) یا متضاد (مخالف) چیزوں کے درمیان 'اعتدال' کا اس طرح واقع ہونا کہ ان کے درمیان کسی ایک زیادہ حاصل ہونے کی بنا پر منفرد اور نمایاں نظر نہ آئے۔ اعتدال و توازن سے مراد نوجوان نسل کا دین اور دنیا کے درمیان معتدل طرز عمل اپنانا۔ عصر حاضر میں کیرئیرازم نے نوجوان نسل کو معاشرتی، دینی اور اسلامی ثقافت سے الگ تھلگ کر دیا ہے۔ اگرچہ اسلام کیریئر اور مستقبل کو خوب سے خوب تر بنانے اور نکھارنے سے منع نہیں کرتا ہے بلکہ اسلام تو قاعدے اور سلیقے کے ساتھ منظّم اور اچھے طریقے سے کیریئر بنانے پر زور دیتا ہے۔ جہاں پر اسلام انسان کو اچھا مستقبل بنانے کی اجازت دیتا ہے وہاں اسے دوسروں کے حقوق کی تلقین بھی کرتا ہے۔ مساجد واحد مراکزِ دینی ہیں جہاں پر نوجوان نسل کو عقیدہ آخرت کی درست تشریح

کی جا سکتی ہے تاکہ جوان نسل اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی فکر بھی کرے تاکہ پیسے کے حصول ہی کو کامیابی تصور نا کرے۔[17] دراصل اعتدال و توازن کا دائرہ کار زندگی کے صرف چند شعبوں تک موقوف نہیں بلکہ اس کا تعلق ہر شعبۂ حیات اور زندگی کے ہر پہلو کے ساتھ ہے۔

vii. فرقہ پرستی اور معاشرتی بگاڑ

عصر حاضر دراصل میں اسلامی معاشرے اور ہماری اجتماعی زندگی کا شیرازہ بکھر چکا ہے جو اُمت مسلمہ کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اسلامی معاشرہ یا اُمت واحدہ اب مختلف فرقوں، گروہوں، گروپوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ دور حاضر میں مسلم معاشرہ، انتشار، خلفشار، بگاڑ، باطل افکار، اخلاق و کردار کی پستی، اسلامی تاریخ، تہذیب و تمدن سے دوری نوجوان نسل کے مستقبل کے لئے خطرے کا نشان بنتا جا رہا ہے۔ نسل جدید اخلاقی جرائم، بے حیائی، برائی، فحاشی اور بد تمیزی کی لپیٹ میں ہے۔ وہ تمام برائیاں جو گذشتہ امتوں کی بربادی کا سبب بنیں مثلاً دہشت گردی قتل و غارت رہزنی بد دیانتی، رشوت، بے چینی، بدامنی، بے سکونی، وحشت و دہشت گردی عصر حاضر میں اسلامی معاشرے میں عام ہے۔ وہ تمام کام جن سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے مثلاً قتل و غارت، ڈاکہ زنی، رہزنی، بد دیانتی، بدعہدی، رشوت، دھوکہ دہی، ملاوٹ، جھوٹ، فریب اسلامی معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ مذکورہ بالا عناصر نے نوجوان نسل کے مستقبل کو مشکوک بنا دیا ہے۔

جبکہ قرآن میں بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ :

"وَلاتَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ ما جاءَهُمُ الْبَيِّناتُ"

ترجمہ "اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا۔" (105:03)

نوجوان نسل کو اس مشکل سے نکلنے کے لئے علماء، زعماء، دانشور، مساجد اور دینی مراکز کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اگرچہ فرقہ واریت اور معاشرتی فساد کا مکمل خاتمہ ناممکن ہے لیکن اس کی شدت میں کمی لائی جا سکتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام علاقوں موجود مساجد میں قرآن و سنت کی حقیقی تعلیم عام اور سستی کی جائے اور لوگوں میں تحمل اور برداشت کے جذبے کو ابھارا جائے۔

viii. تعظیم و تکریم کا فقدان

جیسا کہ ہم جانتے ہیں معاشرہ انسانوں کا اجتماعی ڈھانچہ ہوتا ہے۔ انسانی اجتماعی زندگی کی خوبی و بدی اس کے پرسکون

و خوشگوار بنانے کے لئے کچھ بنیادی صفات سے متصف ہونا چاہیے، خصوصاً نوجوان نسل کا ان صفات سے متصف ہونا انتہائی ضروری ہے، اگر انسانی اور اسلامی معاشرے میں ان صفات کو نہ اپنایا گیا تو اجتماعی زندگی پریشانی، بد نظمی، الجھن مشکلات اور مصیبتوں کی آماجگاہ بن جائے گی۔

نوجوان جو کہ اس معاشرہ کا اہم سرمایہ ہے اپنے گھر اور خاندان کے دائرے سے آگے اپنے گرد و پیش معاشرے کا بھی ایک اہم فرد ہے؛ بلکہ ایک مثالی اور صحت مند اسلامی معاشرے کے تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسے مناسب احترام کا سزاوار قرار دیا جائے اور حسن سلوک کو مد نظر رکھا جائے۔

کیونکہ معاشرے کی اصلاح اور اسلامی و خوشگوار معاشرے کی تشکیل کے لئے نوجوان کی ذمہ داری سب سے اہم ہے اس کے اسلامی کردار و گفتار، اخلاق اور اعمال حسنہ کے بغیر معاشرے کی اصلاح اور اسلامی معاشرے کا وجود ناکام و ناتمام رہتا ہے۔ طولِ تاریخ میں شہداء، علماء اور صالح نوجوانوں کے بے شمار واقعات ہیں جن سے مسلم امہ کے افراد کا مثالی کردار ابھر کر سامنے آتا ہے ان نوجوانوں نے اپنے اسلامی کردار و اعمال، اچھے اخلاق کے ذریعہ ایک مثالی معاشرہ قائم کیا، ایثار و ہمدردی یعنی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا اسلام کی اہم تعلیمات ہیں۔ معاشرہ کے اجتماعی نظام کے استحکام اور بقا میں ان کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر نوجوان نسل کو دینی ماحول میں تعظیم و تکریم سے نوازا جائے تو جدید نسل اور مسجد کے درمیان مؤثر رابطہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔

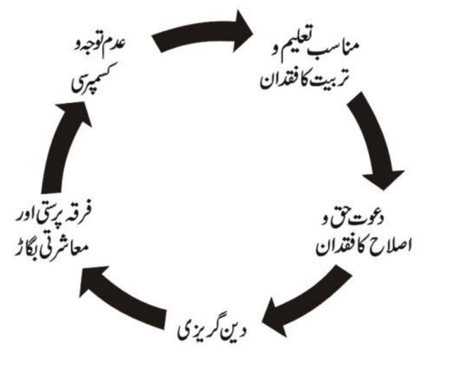

نتیجہ

ابتداء سے عصر حاضر تک اسلامی معاشرے میں مساجد کا کردار نمایاں اور عیاں ہے۔ آج کل کے معاشرے میں خاص کر نوجوان نسل میں انارکی اور افراتفری ہے۔ آج کی نوجوان نسل ہر طرح کے جرائم: معاشی، معاشرتی، اخلاقی، جنسی عام ہو رہے ہیں۔ انسانیت کا خون ارزاں ہے، تنگ نظری، مذہبی تعصب شدت پسندی، دہشت گردی اور عدم برداشت کی فضا قائم ہے۔ مایوسی، دین گریزی، غربت و جدید نسل اور مسجد میں مؤثر رابطہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں شہروں اور قصبوں میں لاکھوں مساجد ہیں مگر اُن سے معاشرہ کی اصلاح کا خاطر خواہ کام نہیں لیا جارہا۔ محراب و منبر سے نا صرف حق و حقانیت کا پرچار نہیں ہو رہا بلکہ بعض اوقات سوء استفادہ کیا جاتا ہے۔ دور حاضر کے اس میں پُر فتن وپرآشوب ادوار میں تمام مسلمانوں کو معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اس کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے کردار کو دوبارہ فعال بنانا ہوگا اور سیرت نبی مکرمؐ پر عمل پیرا ہونا ہوگا تاکہ عالم انسانیت کی امامت اور ہدایت کا فریضہ ادا کیا جاسکے اسی میں دینا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

مسجد مومنین کے لئے اہم اجتماع کی جگہ اور لوگوں کے مذہبی، سماجی، سیاسی اور ثقافتی فعالیت کا مرکز ہے۔ اس لیے مسجد اور نوجوانوں کے درمیان یہ تعلق بہت مضبوط ہونا چاہیے۔ کیونکہ مذہبی اصولوں کے مطابق نوجوان معاشرے کا سرمایہ اور معاشرے کی تشکیل میں سب سے زیادہ باثر گروہ ہیں لیکن اس دوران ہمیں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک نظر میں، ہم نوجوانوں اور مسجد کے درمیان مؤثر رابطے میں رکاوٹوں کو کئی عوامل میں تلاش کر سکتے ہیں، جن میں سے ہر ایک یا تو اکیلے یا مل کر، وہ مسجد میں نوجوانوں کی موجودگی کو کمزور کر دیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ نوجوانوں کا مسجد سے مؤثر رابطہ ثقافتی، فرہنگی، ماحولیاتی اور سماجی رکاوٹوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بہترین منصوبہ بندی اور کوشش سے مسجد کے متولیوں اور ذمہ دار افراد بالخصوص امام جماعت، بورڈ آف ٹرسٹیز، بسیج اور نمازی کی کوشش وسعی سے ان رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے مساجد اور نوجوانوں کے درمیان فاصلے کم کیے جا سکتے ہیں اور مساجد میں ان کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

*****

References

1. Mujtaba Farooq, *Aser Hazer aur Nojawan* (Lahore, Youth Publisher, 2019), 4.

مجتبٰی فاروق، *عصر حاضر اور نوجوان* (لاہور، یوتھ پبلیشر، 2019)، 4۔

2. Abdullah Qasim, Vishli, *Al-Masjid wa Nishatah al-Ajtamahi Ala Madar al-Tarikh* (Beirut, Maktaba al-Kitab al-Thaqafata, 2016), 325.

عبداللہ قاسم، وشلی، *المسجد ونشاطہ الاجتماعی علی مدار التاریخ* (بیروت، مکتبہ الکتاب الثقافۃ، 2016)، 325۔

3. Mumtaz Hussain Shah, *Shariat bill ki Haqiqat* (California, California University, 1990), 206.

ممتاز حسین شاہ، شریعت بل کی حقیقت (کیلیفورنیا، کلیفورنیا یونیورسٹی، 1990)، 206۔

4. Muhammad Tahir, Al-Qadri, *Nojwan Nasal e Deen say q door hai?* (Lahore, Minhaj-ul-Quran, 2016), 83.

محمد طاہر، القادری، نوجوان نسل دین سے کیوں دور ہے؟ (لاہور، منہاج القرآن، 2016)، 83۔

5. Abu Ja'far bin, Mohammed Sheikh Saduq, *Sawab Ilahmaal wa Aqaab Ilahmal* (Qum, Nasher Dar al-Sharif Razi, 2017), 28.

ابو جعفر بن، محمد شیخ صدوق، ثواب الاعمال وعقاب الاعمال (قم، ناشر دار الشریف رضی، 2017)، 28۔

6. Ammar Zahid, Al-Rashdi, *Islami Mashraon ki Islaha mein Masajid ka Kirdaar*, Majala Roz Nama Islam, Vol. 3, Issue 43 (June 2003): 12.

عمار زاہد، الراشدی، اسلامی معاشروں کی اصلاح میں مساجد کا کردار، مجلّہ روز نامہ اسلام، جلد 3، شمارہ 43 (جون 2003): 12۔

7. Nasir al-Din, Tusi, *Tehbih al-Ahkam*, Vol. 8 (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiya, 1365 SH), 114.

نصیر الدین، طوسی، تہذیب الاحکام، ج8 (تہران، دار الکتب الاسلامیہ، 1365ش)، 114۔

8. Mohsin Hussain, Qaraiti, *Tafsir Noor* (Qum, Markaz Farangi Dars High Qur’an, 2019), 123.

محسن حسین، قرائتی، تفسیر نور (قم، مرکز فرہنگی درس ہائی از قرآن، 2019)، 123۔

9. Muhammad Rehan, Kazim, *Seerat al-Nabi* (Lahore, Maktaba Islamiya, 2013), 14.

محمد ریحان، کاظم، سیرۃ النبی (لاہور، مکتبہ اسلامیہ، 2013)، 14۔

10. Syed Mehdi, Behishti, *Mowanah Artabaat Mowhaser Nojawanan bamasjid*, Majala: Tarikh-e-Tashi'i, Vol. no, Issue 7, 2017): 5.

سید مہدی، بہشتی، موانع ارتباط مؤثر نوجوانان با مسجد، مجلّہ: تاریخِ تشیع، جلد ندارد، شمارہ 7، (2017)): 5۔

11. Ashfaq Parvez, *Tahmir Moashra aur Islam* (Bengal, Kashmir Publishers, 2012), 55.

اشفاق پرویز، تعمیر معاشرہ اور اسلام (بنگال، ناشر کشمیر پبلیشر، 2012)، 55۔

12. Aisha Karen Khan, what you will see inside a Masque (Delhi, Path Publishinh, 2009), 53.

13. Ibn Sa'd, Muhammad bin Sa'd bin Muni al-Hashimi al-Basri, *Al-Tabaqat al-Kabara*, Tehqeeq: Muhammad Abd al-Qadir Atta, (Beirut, Dar al-Kitab Al-Ilamiya, 1410 AH), 201.

ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری، *الطبقات الکبری* تحقیق: محمد عبدالقادر عطا،(بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1410ق)،201۔

14. Sheikh Hassan Hur, Amili, *Wasal Shia*, Tarjma: Muhammad Hussain Dhakko, Vol. 12 (Sargodha, Antarshat Maktaba Sabtain, 2016), 104.

شیخ حسن حر، عاملی، *وسائل شیعہ*، مترجم: محمد حسین ڈھکو، ج12 (سرگودھا، انتشارات مکتبہ سبطین، 2016)،104۔

15. Muhammad bin Yaqub, Klini, *Al-Kafi*, Vol.3 (Qum, Nasher Dar al-Hadith, 2008), 209.

محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج3 (قم، ناشر دارالحدیث،2008)، 209۔

16. Muhammad Shaher Ray, *Hikmatnama Jawan* (Qum, Dar Al Hadith, 2004), 91.

محمد شہری ری، *حکمت نامہ جوان* (قم، دارالحدیث، 2004)،91۔

17. Muhammad Tahir, *Al-Qadri, Islam aur Tasawer Ehtdaal wa Tawazan* (Lahore, Minhaj Publishers, 2016), 123.

محمد طاہر، القادری، *اسلام اور تصور اعتدال و توازن* (لاہور، منہاج پبلیشر، 2016)،123۔